مسلم لیگ، کانگریس، جمعیتِ علمائے ہند، خاکسار تحریک،
اور مجلسِ احرار کی جد و جہد کے پس منظر میں آزادی
برِّ صغیر پر مستند تاریخی دستاویز
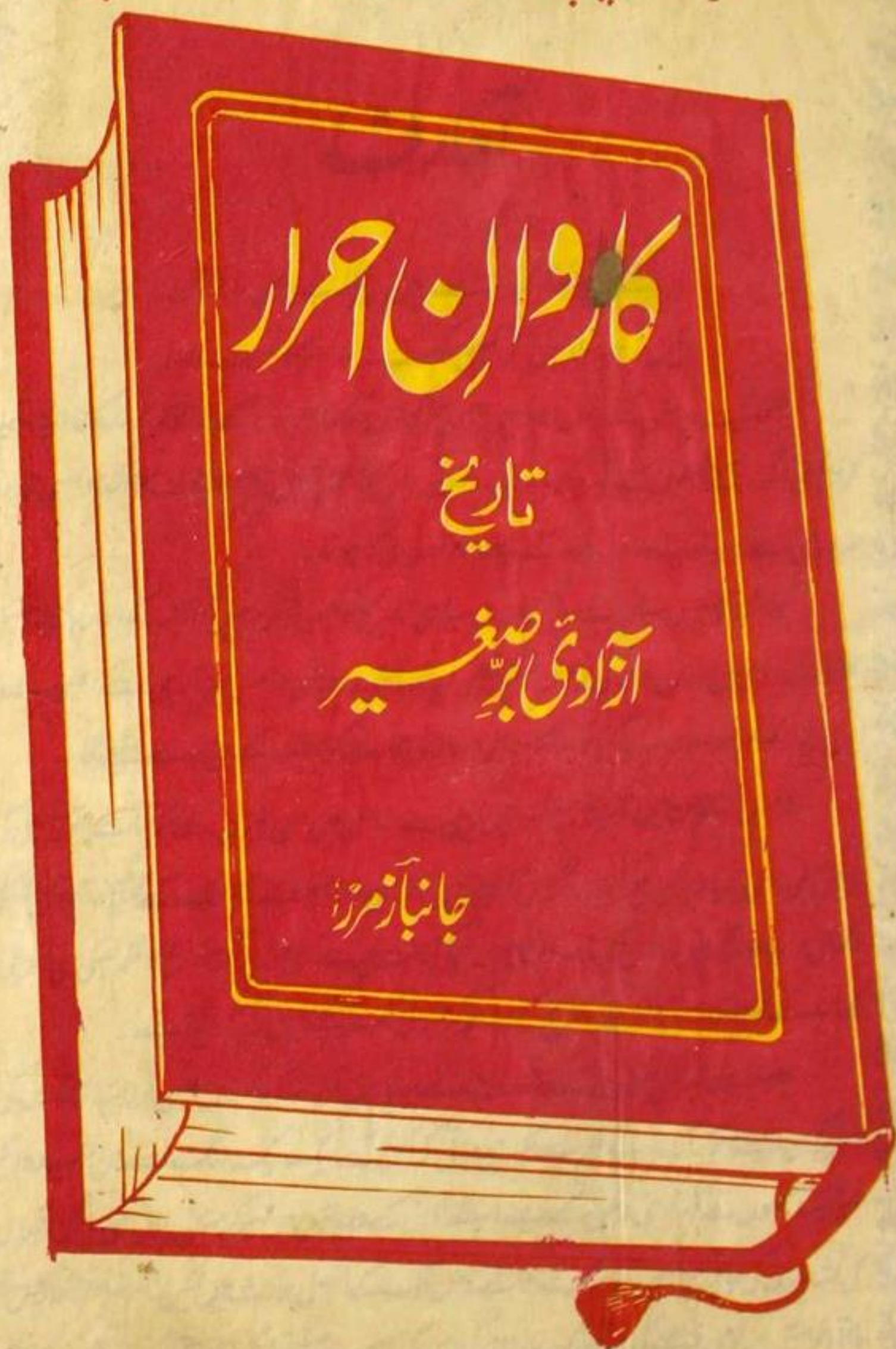
مکتبہ "تبصرہ" ۴/۲ گلشن کالونی شادباغ لاہور

تعارف

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہرِ ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند!

شخصیت پرستی کے اس دور میں تاریخ کو اس کے اصولوں کے ساتھ زندہ رکھنا اپنے آپ کو دہکتی آگ کے شعلوں کے سپرد کرنا ہے۔ وقت اس کا متحمل نہیں تاہم حقیقت کا اظہار اسی قدر ضروری ہے جس قدر زندہ رہنے کے لیے ہوا اور پانی کا ہونا۔

گذشتہ چھبیس سال سے پاکستان کی سیاسی تاریخ کو جس ڈگر پر چل کر مرتب کیا جا رہا ہے مستقبل کا مورخ ہی نہیں رواں دور کی نوجوان نسل بھی اپنے ماضی سے تہی دامن نظر آ رہی ہے ابھی سے اس دیوار کو اگر درست نہ کیا گیا تو یہ ٹیڑھا پن ساری عمارت کو ہمیشہ کے لیے لے بیٹھے گا۔

قوموں کے چلن میں تاریخ ہمیشہ دخیل رہی ہے۔ ماضی بھی اسی روزن سے نظر آتا ہے اور مستقبل کی راہیں بھی اسی بنیاد پر تعمیر ہوتی ہیں اگر اس آئینے میں ذرا سی دراڑ آ جائے تو چہرے کے تمام خدوخال مشکوک دکھائی دینے لگتے ہیں۔ اس کی ذمہ داری مورخ کی دیانت پر ہے کسی موڑ پر اگر مورخ کا قلم ہلکی سی لغزش کھا جائے تو واقعات کا اندھیرا تاریخ کے مسافر کو منزل تک پہنچنے میں دیر کر دیتا ہے۔

برصغیر سے غیر ملکی حکمرانوں کے رخصت ہونے پر چاہیئے تو یہ تھا کہ پاکستان ایسی نوزائیدہ مملکت کی تصویر کسی ایسے مصوّر کے ہوئے قلم سے کھینچی جاتی کہ اُس کے ایک ایک انگ سے اُن شہیدوں کا لہو ٹپکتا جنھوں نے آزادیٔ وطن کے لیے اپنے خون کے دریاؤں میں تیر کر منزل پائی تھی یا اُن قبروں کی نشاندہی کی جاتی جن میں آرام کرنے والے اس ملک کے اصل وارث ہیں لیکن نام نہاد قلم کاروں نے ذاتی خواہش پر قومی فریضے کو قربان کر دیا۔ ان کی اس کوتاہی سے مستقبل کی تاریخ اُن راستوں پر چل نکلی کہ ماضی کی ساری کارروائی ضائع ہو کر رہ گئی حالانکہ اُسی سے وطن کا بانکپن اُجاگر ہوتا تھا۔ لہٰذا ضرورت

ہے کہ ماضی قریب کے واقعات کو کھنگال کر گمشدہ اوراق تلاش کیے جائیں اور اُن پر حقیقت کی نیو اٹھائی جائے تاکہ تاریخ کو اُس کا صحیح مقام مل سکے ورنہ افسانوی باتیں حقیقت مسخ کر دیں گی جس کا ایک نقصان یہ ہوگا کہ پاکستان کی نئی نسل گمراہ کن لٹریچر سے نہ صرف تن آسانی ہو جائے گی بلکہ وطن عزیز کی محبت اور اس کا استحکام ان کے نزدیک کاغذ کا ایک پرزہ یا بازیچۂ اطفال بن کے رہ جائے گا۔

"کاروانِ احرار" یا "تاریخ آزادیٔ برصغیر" اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے جس کے ذریعے سے تاریخ پر سے گرد و غبار صاف کی جا رہی ہے تاکہ آئندہ کا مورخ صاف اور ستھری راہوں پر سفر کر سکے۔

مسلم لیگ، کانگریس، جمعیۃ علمائے ہند، مجلس احرار اور تحریکِ خاکسار کی سیاسی جد و جہد کے پس منظر میں ۱۹۲۷ء سے ۱۹۴۵ء تک (فی الحال) کاروانِ احرار چھ جلدوں پر مشتمل ہے ساتویں جلد زیر قلم ہے۔ زندگی نے وفا کی تو یہ تاریخی دستاویز آٹھ جلدوں میں (جنوری ۱۹۴۹ء تک) مکمل کرنے کا ارادہ ہے۔

؎ خدا اگر کامیاب کر دے

اس ضمن میں مجھے آپ کے تعاون اور دعاؤں کی ضرورت ہے۔

آپ کا جانباز مرزا
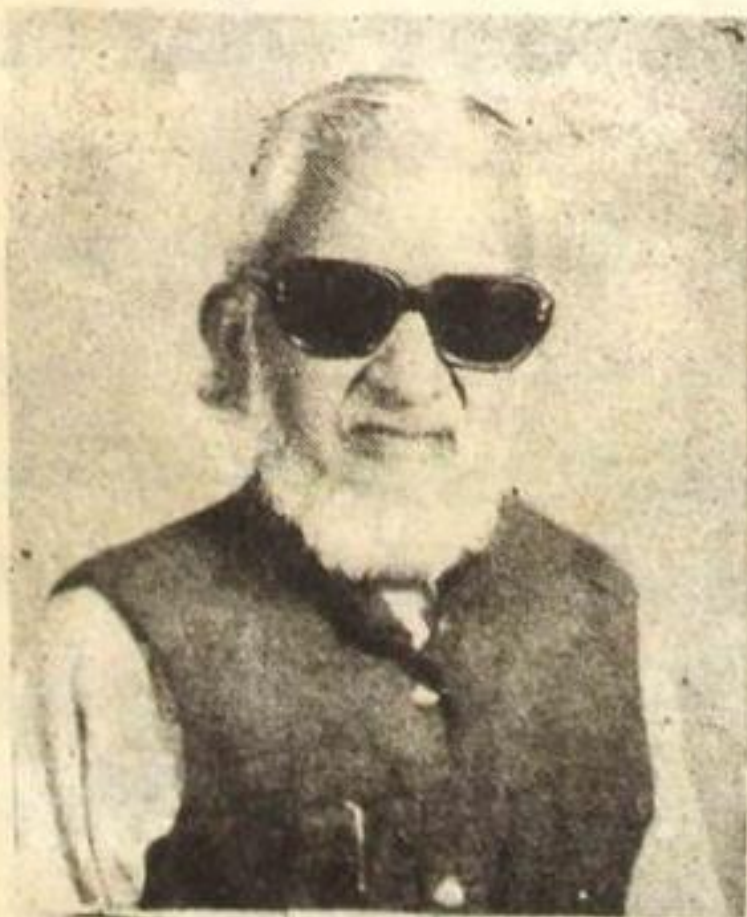
دانشوروں کی رائے

حضرت عبید اللہ انور

بالمقابل سبھا رہ [illegible]

از دفتر ہفت روزہ خدام الدین

شیرانوالہ گیٹ لاہور نمبر

حوالہ نمبر ____________

تاریخ ____________

میرے مشہور قومی کارکن جانباز مرزا صاحب کی کتاب "کاروانِ احرار" کا باقاعدہ [illegible]

ان کی احراری تحریک [illegible] گذشتہ سے [illegible] انہوں نے کمال درجہ دیانت

اور حزم و احتیاط سے تمام [illegible] کا [illegible] جمعیت علمائے ہند [illegible]

اور [illegible] تمام جماعتوں کی کارکردگی کا ریکارڈ مرتب کر دیا ہے وہ ہر طرح مستحق

تحسین ہیں۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

خدا ان کی عمر اور صحت میں برکت دے

احقر عبید اللہ انور

۳۰ / اکتوبر / ۸۲

احمد ندیم قاسمی، مدیرِ فنون

محترم جانباز مرزا سے تعارف کی عزت تو مجھے سالہا سال سے حاصل ہے مگر وہ مجھ سے صرف ایک آتش نوا شاعر کی حیثیت سے متعارف تھے، یا پھر ایک ایسے درد مند مسلمان کی حیثیت سے جو اسلام پر ذرا سی بھی آنچ آتے دیکھے تو تڑپ اٹھے۔ مجھے قطعی علم نہیں تھا کہ وہ اعلیٰ پائے کے ایک مورخ اور محقق بھی ہیں اور ان کی نثر بھی ان کی شاعری کی طرح رواں اور زور دار ہے۔ ان کی لکھی ہوئی تاریخ کاروانِ احرار [illegible] کی چھ ضخیم جلدوں کا مطالعہ کرنے میں اس مسرت بخش حیرت میں مبتلا ہوں کہ اس مردِ قلندر نے ہماری تحریکِ آزادی کی پوری تاریخ کی بے شمار جزئیات اور بے اندازہ تفاصیل کو کتنی محنت سے اور کہاں کہاں سے جمع کیا ہوگا اور پھر انہیں ایک عالمانہ بلکہ فن کارانہ سلیقے سے چھ جلدوں میں سمیٹ کر اس نے ان کی طباعت و اشاعت کے مراحل کیسے طے کئے ہوں گے۔ اس طرح کے کام ادارے کرتے ہیں، اور اگر یہی کام جانباز مرزا کے سے محدود وسائل رکھنے والا کوئی ایک فرد کرتا ہے تو پھر اسے ایک شخص کی بجائے ایک معجزہ قرار دینا چاہیے۔ قوم کے اس بے نیازِ ستائش فرزند کی عملاً قدر کرنا، ہر پاکستانی کا انسانی اور اسلامی اور علمی اور تعلیمی فرض ہے۔

احمد ندیم قاسمی

ڈاکٹر مسکین حجازی، پروفیسر پنجاب یونیورسٹی

Dr. Miskeen Ali Hijazi
Associate Professor in Journalism
Adviser Students
University of the Punjab, Lahore

PHONES Office : 851348
S.T.C. : 854518
Res. : 854908
52-E, Staff Colony,
New Campus, Punjab University,
Lahore.

Date ۱۱ اکتوبر ۱۹۸۶ء

مرزا غلام نبی جانباز کاروانِ احرار کی کئی جلدیں مرتب کر چکے ہیں۔ انہوں نے جس شان سے کام کیا ہے وہ ان لوگوں کے لئے ایک مثال ہے جو کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی کتابوں کے مطالعہ سے تاریخ کو صحیح سیاق و سباق میں سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ تمام مندرجات کی صحت اور ان سے صحیح استنباط کا دعویٰ کوئی نہیں کیا کرتا۔ اور نہ ہی ایسے دعووں کو سو فیصد درست تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ تاریخ کو ہر پہلو سے سامنے لانا چاہیے مرزا صاحب نے یہ کام اسی مقصد کے تحت کیا ہے کہ تاریخ کو صحیح طور پر سمجھا جائے۔

مسکین علی حجازی

محمد طفیل، مدیر نقوش و سابق سیکرٹری رائٹرز گلڈ ایسوسی ایشن آف پاکستان

نقوش
۱۱- ایبک روڈ، انار کلی ○ لاہور
فون ۵۳۵۲۵

میں جانباز مرزا کو ایک مدت سے جانتا ہوں۔ وہ بس اک صورت ہی کہ ایک مخلص انسان ہے جو ملی درد رکھتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ کبھی اسے اسٹیج پر سنا اور کبھی اسے جیل میں دیکھا۔

میں نے اخباروں میں پڑھا کہ انہوں نے "کاروانِ احرار" کے نام سے تحریکِ آزادی کی تاریخ لکھی ہے۔ جس کی چھ جلدیں چھپ چکی ہیں۔ باقی چھپ رہی ہیں۔ اشتیاق ہوا کہ پڑھا جائے۔

کتابیں مطالعہ میں آئیں۔ حیران ہوا کہ یہ کام اکیلے جانباز مرزا نے کر ڈالا جو شخص اسٹیج کا دلدادہ تھا۔ وہ تو اصل میں قلم کا دھنی نکلا۔ تاریخ آزادی برصغیر پر اتنا مواد اکٹھا کر دینا کوئی آسان کام نہ تھا۔ جب کہ ہر عنوان مواد برائے نام دستیاب ہو۔

اب اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ اس میں فلاں واقعہ یوں نہ تھا۔ یوں تھا تو وہ چھان پھٹک ہوتی رہے گی۔ صحیح سمت بھی متعین ہو جائے گی۔ ایک چراغ جلا تو ہے اس سے اور چراغ جلا لیجئے گا۔ مگر اتنا تو ہوا کہ ہر عنوان جو کچھ سامنے آیا ہے۔ وہ قابلِ قدر ہے۔ تاریخ کا حصہ ہے!

محمد طفیل

ملک محمد امجد، ایڈووکیٹ لاہور ہائیکورٹ

MALIK AMJAD HUSSAIN
ADVOCATE
SUPREME COURT OF PAKISTAN

Phone : ~~63088~~ 68325
13, FANE ROAD, LAHORE

کاروانِ احرار

میرے محترم مرزا غلام نبی جانباز کی تصنیف "کاروانِ احرار" جس کے تقریباً چھ حصے شائع ہو چکے ہیں۔ اس کا مطالعہ کیا ہے۔ مصنف نے بڑی محنت، عرق ریزی اور ہمت سے برصغیر ہند و پاک کی آزادی کے خدوخال کو اجاگر کر کے ایک تاریخی داستان لکھی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ قاری ان کے تجزیہ و نتائج سے اتفاق کرے۔ لیکن یہ کوشش اپنی جگہ قابل ستائش ہے کہ مصنف نے تاریخِ حریت کی مختلف منازل کو یکجا اکٹھا کر کے دوسروں کو بھی دعوتِ تحریر و تحقیق دی ہے۔

ملک امجد حسین ایڈووکیٹ

۲۵ دسمبر ۶۹ء

مُلکی جرائد

روزنامہ نوائے وقت

جلد نمبر ۲

یہ کتاب برصغیر کی جدوجہد آزادی کے ان تین برس کے واقعات پر مشتمل ہے جو وسط ۱۹۳۴ء سے ابتدائے ۱۹۳۷ء تک پیش آئے۔ یہ صرف مجلس احرار کی داستان ہی کا ایک ٹکڑا نہیں بلکہ برصغیر کی ان تمام قابل ذکر سیاسی جماعتوں کے اعمال ناموں کی ایک جھلک ہے جس کا مواد فاضل مرتب نے آپ بیتی اور جگ بیتی سے لیا ہے اور ایک ہوش مند مورخ کی طرح اپنی ذمہ داری کو محض اس لیے فراموش نہیں کیا کہ خواہ ان کا تعلق ایک مخصوص جماعت سے تھا ان کی یہ خدمت سیاسی اور تاریخی حلقوں میں ایک خاص مقام رکھتی ہے انھوں نے جنگ آزادی سے متعلق تمام تحریکوں اور تمام واقعات کو محنت و جانکاہی سے ایک قابل قدر ریکارڈ کی صورت میں جمع کر دیا ہے۔ ان کی یہ محنت اس لیے بھی قابل قدر ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی تحریک جب آندھی اور طوفان کی طرح اُٹھی اور انتقالِ اقتدار کے ساتھ تقسیم اقتدار کا غلغلہ بلند ہوا تو آزادی خواہی کے سلسلہ کے بہت سے قابل قدر واقعات بھی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ انتقالِ اقتدار کا مسئلہ جس کے لیے بہت کچھ کیا گیا تھا بڑی بڑی قربانیاں دی گئی تھیں ثانوی حیثیت اختیار کر گیا۔ ہماری نئی نسل اس تمام جدوجہد سے قطعاً ناواقف ہے کہ آزادی پرانی نسل نے کن کن کٹھن منزلوں اور اوگھٹ گھاٹیوں سے گزر کر حاصل کی تھی اور اب اس آزادی کو بامقصد بنانے اور قائم رکھنے کے لیے جدوجہد آزادی کی روایات سے کس قدر فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اور آزادی کی روایات سے کس قدر فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اس کتاب کا ہر اچھی لائبریری میں موجود رہنا ضروری ہے۔

روزنامہ "نوائے وقت" لاہور۔ ۵ نومبر ۱۹۷۷ء

جلد نمبر ۳

اس میں عصری تحریکوں، خصوصاً کانگریس اور مسلم لیگ کی تاریخ بھی ضمناً منضبط ہوتی گئی ہے۔
اس طرح یوں سمجھنا چاہیئے کہ ۱۹۳۸ء تک کی اس تمام سیاسی کشمکش کے بارے میں ایک تاریخی دستاویز
ہے جو ان دنوں پورے ہندوستان کو اپنی گرفت میں لیے ہوئے تھی اس میں مسلمانوں کا مقام کیا تھا،
یہ اس کتاب سے معلوم ہوتا ہے۔ اس میں بے تعصبی اور تاریخی دیانت کے ساتھ دوسرے نقطہ ہائے
نظر کو پیش کیا گیا ہے اور واقعات کو بے کم وکاست بیان کیا گیا ہے پھر اسلوبِ نگارش میں ادبی رنگ کی
آمیزش نے کتاب کو دلآویز بنا دیا ہے۔ یہ کتاب خاص طور پر نوجوان نسل کو زیر مطالعہ رکھنی چاہیئے تاکہ انہیں
اپنے ماضی سے آگاہی ہو اور وہ مستقبل کے لیے سوچ سکیں۔ (وقار انبالوی)

روزنامہ "نوائے وقت" لاہور۔ ۲۵ر اکتوبر ۱۹۷۸ء

جلد نمبر ۴

جانباز مرزا نے اس عنوان سے تین جلدیں پہلے مرتب کر کے پیش کی ہیں۔ زیر نظر چوتھی جلد دو برس
یعنی ۱۹۳۹ء - ۱۹۴۰ء کے ان واقعات پر مشتمل ہے جو برصغیر پاک و ہند میں حریت خواہی کے سلسلے میں پیش
آئے اور ۱۹۴۰ء میں دوسری جنگ عظیم کی وجہ کرہ ارض پر ظہور میں آئے۔ جانباز مرزا کی یہ ہمت قابل داد ہے
کہ انھوں نے اردو زبان میں برصغیر کی تحریک آزادی کی وہ روداد قلمبند کر دی ہے جس میں مسلمانوں کا حصہ
کسی سے کم نہیں۔ چوتھی جلد میں بعض مقامات پر (ریکارڈ درست رکھنے کی غرض سے) فروگزاشتوں پر
نظر ثانی کی ضرورت ہے۔

روزنامہ "نوائے وقت" لاہور ۲ر مارچ ۱۹۸۰ء

جلد نمبر ۵

یہ کتاب کاروان احرار کی تاریخ کی پانچویں جلد ہے اور اس میں ۱۹۴۳ء تک کے وہ قریب
قریب تمام واقعات جمع کر دیئے گئے ہیں جن کا تعلق غیر منقسم ہندوستان کی سیاسی تاریخ اور سیاسی پیش رفت
سے ہے۔ جانباز مرزا کی ہمت قابل داد ہے کہ انھوں نے ایک ایسی تحریک کی مبسوط تاریخ شائع کی ہے
مصنف و مؤلف کا نقطہ نظر ہر چند جانب دارانہ ہے لیکن واقعات کی تفصیل میں انھوں نے بخل سے کام

نہیں لیا اور ترتیب و تشکیل میں صبر آزما ہمت اور حوصلے سے کام لیا ہے۔ غالباً اس جدوجہد میں وہ کچھ تھک بھی گئے ہیں اسی لیے اس کتاب میں املاٗ و انشا کی بعض غلطیاں رہ گئی ہیں اس کے باوجود حوالہ جات کے لیے یہ پانچوں جلدیں بہت ہی کارآمد ہیں۔ (وقار انبالوی)

روزنامہ "نوائے وقت" لاہور ۷ راپریل ۱۹۸۱ء

روزنامہ جنگ

جلد نمبر ۲

اس کتاب میں جناب جانباز مرزا نے کانگریس، مسلم لیگ، مجلس احرارِ اسلام، قضایائے قادیان، شہید گنج، اتحاد ملت، شدھی تحریک، یونینسٹ پارٹی، خاکسار تحریک، ہندو مہاسبھا، تحریک مدح صحابہ، مسلم سکھ آویزش، ہندو مسلم اتحاد و شقاق، والیانِ ریاست اور غیر ہند دنیا کے مسائل و افکار وغیرہم کے واقعات و حالات جو ۱۹۳۴ء سے ۱۹۳۷ء تک غیر منقسم ہندوستان کو پیش آئے یا اس پر اثر انداز ہوئے کی مکمل تاریخ اکٹھی کر دی ہے یہ کام ہمارے نزدیک اداروں اور انجمنوں کے کرنے کا تھا جسے اس اکیلی اور ناتواں جان نے کر دیا۔ اس پر مصنف مبارکباد کا مستحق ہے۔

روزنامہ "جنگ" راولپنڈی - ۲ رفروری ۱۹۷۸ء

جلد نمبر ۵

یہ کتاب برصغیر کی آزادی کی جدوجہد طویل عرصے پر محیط ہے۔ رواں صدی کی ابتدا سے لے کر انگریز

کے رخصت ہونے اور قیام پاکستان تک کا عرصہ اس برصغیر کی زندگی کا سب سے ہنگامہ خیز دور تھا برصغیر میں بہت سی جماعتیں آزادی کے لیے سرگرم عمل تھیں آزادی سے پہلے حصول آزادی کی خاطر جو قربانیاں دی گئیں، وہ دنیا بھر میں حریت و آزادی کی تاریخ کا ایک روشن باب ہیں۔ جدوجہد آزادی کی یہ دل گداز داستان نوجوان نسل کے لیے محفوظ کرنا مورخ کا کام ہے قیام پاکستان کے بعد اگرچہ جدوجہد آزادی کے مختلف پہلوؤں پر بہت سے لکھنے والوں نے قلم اٹھایا ہے لیکن اس داستان کے اوراق اتنے زیادہ ہیں کہ اب بھی بہت کچھ کہنے اور لکھنے کی گنجائش باقی ہے۔

برصغیر میں جب انگریزی راج کا آفتاب نصف النہار پر تھا اور فرنگی سامراج پوری قہرمانی کے ساتھ جلوہ گر تھا آزادی کے متوالوں کی ایک جماعت پورے برصغیر میں اس کی ہیبت کو للکار رہی تھی جیلوں کی سختیاں اور گولیاں بھی ان کے جذبہ آزادی کو سرد کرنے میں کامیاب نہ ہو سکیں۔ ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں لوگ آزادی کی صبح دیکھنے سے پہلے ہی جان ہار گئے۔ آج کی نوجوان نسل کو جو آزادی کی فضا میں سانس لے رہی ہے۔ وطن کی آزادی کے لیے جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والوں کے جذبہ آزادی سے آگاہ رکھنا ضروری ہے۔

جناب جانباز مرزا نے جو ایک عام سیاسی کارکن کی حیثیت سے آزادی کی اس جدوجہد میں اپنی بساط کے مطابق اپنا حصہ ادا کرتے رہے جدوجہد آزادی کے انہی ہنگامہ خیز ایام کی داستان "کاروان احرار" کے نام سے لکھی ہے اس کتاب کی اب تک پانچ جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور مصنف کے اعلان کے مطابق یہ سلسلہ ابھی جاری رہے گا۔ کتاب میں مصنف کی ذات مجلس احرار اور اس کے راہنماؤں کے حوالے سے بہت سی کہانیاں سمٹ آئی ہیں۔ اس لحاظ سے یہ کتاب "تاریخ آزادی برصغیر" بھی ہے اگرچہ خود مصنف کو تسلیم ہے کہ وہ کوئی مورخ نہیں ہے لیکن جس موضوع پر انھوں نے قلم اٹھایا ہے وہ بہر حال تاریخ کا موضوع اور مورخ کی مہارت کا تقاضا کرتا تھا۔

روزنامہ "جنگ" لاہور ۸ جنوری ۱۹۸۲ء

جلد نمبر ۶

"کاروان احرار" آزادی برصغیر کا تفصیلی تذکرہ ہے۔ اس کتاب کی اب تک چھ جلدیں شائع ہو

چکی ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب چھٹی جلد ہے جو ۱۹۴۴ء اور ۱۹۴۵ء کے حالات و واقعات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ یہ سال یعنی ۱۹۴۴ء اور ۱۹۴۵ء برصغیر کی آزادی میں بڑی اہمیت کے حامل ہیں دوسری عالمی جنگ ابھی جاری تھی اور برصغیر کے لوگ اس جنگ کے نتائج کے منتظر تھے۔ جنگ کے نتائج کا اثر آزادی کی تحریکوں پر پڑنا لازمی تھا۔ برصغیر کی تاریخ میں اس سال کی اہمیت اس لحاظ سے بھی تھی کہ ۱۹۴۴ء کا سورج طلوع ہونے سے پہلے بہت اہم واقعات رونما ہو چکے تھے۔ قحط بنگال نے زندگی کو مشکل اور موت کو ارزاں کر دیا تھا۔ حزن و ملال کے سالوں کے باوجود جوں جوں وقت کی رفتار آگے بڑھ رہی تھی۔ ایسے معلوم ہوتا تھا کہ زنجیر و سلاسل کا سلسلہ مختصر ہو رہا ہے۔ قرار دادِ پاکستان کو منظور ہوئے چار سال گزر چکے تھے۔ مسلمان اپنی جدوجہد میں فیصلہ کن موڑ میں بھی آزادی کی تحریک میں شامل مسلمانوں کے بہت سے گروہ مسلمانوں کے اجتماعی مطالبے کے ساتھ نہیں تھے اور آزادی کے متعلق اپنا الگ نقطہ نظر رکھتے تھے۔

زیر نظر کتاب کے مصنف جناب جانباز مرزا نے اپنی اس کتاب میں مسلم لیگ، مجلس احرار اسلام کانگریس اور جمعیت علماء ہند کی سرگرمیوں کا تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے اور بہت خوب انداز میں۔

روزنامہ "جنگ" لاہور۔ ۱۷ جولائی ۱۹۸۲ء

روزنامہ مشرق

جلد نمبر ۳

"کاروانِ احرار" کی تیسری جلد زیر نظر ہے۔ یہ درحقیقت گزشتہ نصف صدی کی تاریخ ہے جس میں مجلس احرارِ اسلام، مسلم لیگ، کانگریس اور جمعیۃ علماء ہند کے علاوہ دیگر سیاسی و مذہبی جماعتوں کے طرزِ عمل پر روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ آزادی کی جدوجہد میں ان کا موقف کیا رہا ہے اس میں

یکم جولائی ۱۹۳۴ء سے کر یکم اپریل ۱۹۳۷ء کے واقعات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ جانباز مرزا مجلس احرار میں شامل رہے ہیں۔ اس حیثیت سے ان کی رسائی محض واقعات کی ظاہری شکل تک محدود نہیں تھی۔ بلکہ سیاسی نشیب و فراز میں جو اسباب کارفرما تھے وہ بھی ان کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں تھے انھوں نے کوشش کی ہے کہ تمام حالات کو بلاکم وکاست ان کے حقیقی پس منظر میں بیان کیا جائے اس اعتبار سے یہ کتاب ایک مستند تاریخ ہونے کے علاوہ آپ بیتی بھی ہے۔ انداز بیان دلکش ہے جو تحریر کو عام قاری کے لیے بھی دلچسپ بناتا ہے۔ کتاب میں درج واقعات کو ۳۴۷ عنوانات کے تحت قلمبند کیا گیا ہے ان میں بہت سے ایسے ہیں جو عام تاریخوں میں نہیں ملتے۔ لیکن اس دور کا تہذیبی، سیاسی اور معاشرتی پس منظر واضح کرنے کے لیے ان پر روشنی ڈالنا ضروری تھا۔ یہ مصنف کی وسعت نظری کی دلیل ہے کہ انھوں نے صرف ہندوستان کے حالات بیان کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ عالمی سطح پر جو سیاسی تبدیلیاں اور اہم واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ ان کا تذکرہ بھی کر دیا ہے مثلاً حبشہ اور اٹلی کی جنگ، جارج پنجم اور کرنل لارنس کی وفات ہٹلر کا اعلان، برطانیہ کی جنگی تیاریاں وغیرہ۔ بحیثیت مجموعی یہ ایک قابل قدر کتاب ہے جس میں پوری دیانت اور صداقت کے ساتھ ملی تاریخ کو محفوظ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

روزنامہ "مشرق" لاہور ۱۵ دسمبر ۱۹۷۷ء

جلد نمبر ۴

جانباز مرزا سالار قافلہ حریت ہیں انھوں نے اپنی جوانی کے دن اور رات برطانوی نوآبادیاتی نظام کے خلاف جدوجہد میں گزارے ہیں وہ خود اس تاریخ حریت کا حصہ رہے ہیں اور اب اس کے مورخ ہیں آپ اس سے پہلے کاروان احرار کی تین جلدیں شائع کر چکے ہیں اور چوتھی جلد اب منظر عام پر آئی ہے جو ۱۹۳۹ء کے واقعات سے شروع ہو کر ۱۹۴۰ء کے سیاسی طور پر ہنگامہ پرور دور پر ختم ہو جاتی ہے یہ آزادی کی تاریخ ہے۔ جسے جانباز مرزا نے اپنے مخصوص شاعرانہ اسلوب میں قلم بند کیا ہے مگر تاریخی حقائق کا دامن بھی مجروح نہیں ہونے دیا اگرچہ وہ اس عظیم ڈرامہ کا ایک کردار تھے مگر انھوں نے جذباتیت سے کام نہیں لیا، بلکہ ایک دردمند اور صاحب بصیرت مبصر کی حیثیت میں روداد خونچکاں کو رقم کیا ہے

تاریخ آزادی کے ہر طالب علم اور پاکستان کی ہر لائبریری میں اسکی ایک جلد موجود ہونی چاہیئے۔

روزنامہ "مشرق" لاہور ۱۱۔ مارچ ۱۹۸۰ء

جلد نمبر ۵

گزشتہ ۳۳ برس سے تاریخ آزادیٔ برصغیر جس رُخ سے ہمارے سامنے آئی اس کے بہت سے خطوط واضح نہیں تھے۔ جانباز مرزا اس لحاظ سے قابل ستائش ہیں کہ انھوں نے کاروانِ احرار لکھ کر تاریخ آزادیٔ برصغیر پر بڑا احسان کیا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ ہماری نئی نسل جسے موجودہ لٹریچر (ڈائجسٹ) نے بہت حد تک اپنی تاریخ سے بے خبر اور گمراہ کر دیا تھا۔ کاروان احرار پڑھ کر تاریخ کا صحیح رُخ متعین ہو سکتا ہے۔ جناب جانباز مرزا کاروانِ احرار کو مورخانہ انداز میں لکھ کر تاریخ پر بڑا احسان کیا ہے۔ اس کتاب کا ہر لائبریری میں موجود ہونا ضروری ہے۔

روزنامہ "مشرق" لاہور ۳ مئی ۱۹۸۱ء

جلد نمبر ۶

"کاروانِ احرار" جیسا کہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے۔ برصغیر پاک و ہند کی سیاسی جد و جہد آزادی کی تاریخ ہے۔ اس سے پہلے اس کتاب کی پانچ جلدیں شائع ہو چکی ہیں جن میں دسمبر ۱۹۴۳ء تک کے حالات و واقعات بیان ہوئے ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب میں جنوری ۱۹۴۴ء تا ۱۹۴۵ء پورے دو سال کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔ برصغیر کی تاریخ سیاست میں یہ دو برس بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ اس لیے کہ حریت پسندوں کی جد و جہد عروج پر پہنچ گئی تھی۔ ساتھ ہی آزاد ہند فوج کی سرگرمیوں نے انگریزی سامراج کے لیے انتہائی نامساعد حالات پیدا کر دیئے تھے۔ حالات تیزی سے بدل رہے تھے۔ صبح کو فضا کچھ ہوتی تھی تو شام کو کچھ۔ ایسی حالت میں کوئی بات وثوق سے نہیں کہی جا سکتی تھی۔ دوسری عالمی جنگ بھی اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی اور فیصلہ کن لمحات تیزی سے قریب سے قریب تر ہوتے جا رہے تھے۔ آخری فیصلہ کن لمحہ بھی آگیا اور محوری طاقتیں منتشر ہو گئیں۔ اتحادی کامران و

کامیاب ہوئے ۔ اس کے برصغیر کی جد وجہد آزادی پر جو اثرات مرتب ہوئے کتاب کے مصنف جناب جانباز مرزا کے قلم نے نہایت چابکدستی سے انہیں احاطہ کیا ہے ۔ اس کتاب کا مطالعہ ہر شخص کے لیے مفید ہے خصوصاً طلبا اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں کہ اس میں ان تمام عوامل و عناصر پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے جن کے نتیجے میں انگریز اور ہندو برصغیر کی تقسیم پر مجبور ہوئے ۔

کتاب مجموعی طور پر اچھی معلومات افزا سیاسی کتابوں کے ذخیرے میں ایک گراں قدر اضافہ ہے

کتابت و طباعت صاف اور دیدہ زیب ہے ۔ کاغذ سفید جلد مضبوط اور سنہری ہے ۔

روزنامہ "مشرق" لاہور ۔ ۱۷ ر جولائی ۱۹۸۲ء

روزنامہ امروز

جلد نمبر ۲

"کاروانِ احرار" سے گزشتہ نصف صدی کی اس داستانِ جہدِ حریت سے پتہ چلتا ہے کہ مجلس احرار اسلام ، مسلم لیگ ، کانگریس اور جمعیت علمائے ہند نے استخلاص وطن کی جد وجہد میں کس قدر حصہ لیا اور ان کی سیاسی سوجھ بوجھ ، مقصدی اخلاص اور قربانیوں کا معیار کیا تھا ۔ ان دنوں ہندوستان کو مزید اختیارات دینے کے لیے برطانوی پارلیمنٹ کی جو جائنٹ سلیکٹ کمیٹی قائم کی گئی تھی اس کی رپورٹ منظر عام پر آ کر عالمی بحث کا موضوع بن چکی تھی ۔ اُدھر ہٹلر کے عزائم دوسری جنگ عظیم کو قریب تر لاتے جا رہے تھے کچھ اس قسم کے قومی اور بین الاقوامی حالات تھے کہ سالِ نو (۱۹۳۵ء) کا سورج طلوع ہوا ۔ جد آزادی کی یہ داستان یکم اپریل ۱۹۳۷ء کو نئے دستور (ایکٹ ۱۹۳۵ء) کے نفاذ کے تذکرہ پر ختم ہوتی ہے مصنف نے اپنے نقطۂ نگاہ کی وضاحت کو اس وقت کے اخبارات و جرائد کے تراشوں کی نقول ، دستاویزی شہادتوں اور بعض ضروری تصاویر سے مزین کیا ہے مصنف کے مؤقف سے اختلاف ممکن ہے لیکن معلوماتی حیثیت سے کتاب کی افادیت سے انکار ممکن نہیں ۔ انداز بیان پُرکشش اور کتابت و طباعت اور جلد بندی کا معیار عمدہ ہے ۔

روزنامہ "امروز" لاہور ۔ ۲۸ ر اکتوبر ۱۹۷۷ء

جلد نمبر ۳

جانباز مرزا صاحب پرانے احراری لیڈر اور منجھے ہوئے سیاست دان ہیں۔ ان دو خوبیوں کے علاوہ وہ ادیب اور شاعر بھی ہیں۔ "کاروانِ احرار" کی تالیف کے ساتھ ساتھ موصوف اب مؤرخوں کی صف میں بھی داخل ہو گئے ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب بقول ان کے گزشتہ نصف صدی کی تاریخ حریت، مجلس احرار اسلام، مسلم لیگ، کانگریس اور جمعیت علمائے ہند کی جدوجہد آزادی کے پس منظر میں بیان کرتا ہے اور یہ تاریخ جلد سوم میں دسمبر ۱۹۳۸ء تک بیان کی گئی ہے۔ اگرچہ کتاب کے آغاز میں قیام پاکستان کے اجمالی حالات اور ہندو مسلم فسادات کا ایک نقشہ بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ کہیں کہیں مؤلف نے اپنی آپ بیتی بھی بیان کی ہے جو خاصی اثر انگیز ہے اور اندازہ ہوتا ہے کہ اس دور میں ایک غریب سیاسی کارکن کے شب و روز کیسے گزرتے تھے بہر حال یہ بھی غنیمت ہے کہ انھوں نے اپنی شخصیت کو اس کتاب میں ثانوی درجہ دیا ہے اور اصل لوگوں کے اصل حالات بیان کرنے کی سعی فرمائی ہے۔ ان کا ارشاد ہے: "غیر ملکی سیاست کے مقابل برصغیر کے رہنماؤں نے ضرورتِ وقت کے لیے جن امور کو مناسب سمجھا، تاریخ انہیں واقعات کی گرہ دیتی چلی آئی ہے۔ کارواں احرار انہیں اوراقِ پریشان کو جمع کرنے کا موقف لیے ہوئے ہے تاکہ مستقبل کے مؤرخ کو تلاش و تجسس میں آسانیاں ہوں۔" ہمیں اعتراف کرنا پڑے گا کہ جانباز مرزا صاحب کا قلم اس کتاب کے اوراق میں اکثر و بیشتر صراطِ مستقیم پر چلتا دکھائی دیا ہے لیکن بعض معاصرین اور اکابرین سیاست کے ذکر میں ان کے قلم سے کہیں کہیں تلخی اور تندی ضرور ابھری ہے۔ بعض مقامات پر معاصر کی یہ چشمک بھی بے اختیار جھلک رہی ہے۔

روزنامہ "امروز" لاہور ۱۷ نومبر ۱۹۶۹ء

جلد نمبر ۴

زیر تبصرہ کتاب اپنے موضوع اور سلسلے کی چوتھی کڑی ہے۔ مرزا غلام نبی جانباز جو جانباز مرزا کے نام سے معروف ہیں مجلس احرار اسلام کے نامور کارکن اور پرانے صحافی ہیں۔ اپنے طویل سیاسی دور میں برصغیر کی اہم سیاسی شخصیتوں سے ان کا رابطہ رہا اور انہیں ملک و بین الاقوامی حالات و واقعات کے

بیش منظر و پس منظر کا دقتِ نظر سے جائزہ لینے کا موقع ملا۔ یہ جائزہ وہ اپنے طبعی رجحان کے باعث بھی لیتے رہے اور بعض اوقات یہ ایک سیاسی ضرورت بھی تھی۔ خوش قسمتی سے انہیں مختلف اخبارات و جرائد کی صورت میں متعلقہ ریکارڈ پر بھی دسترس حاصل تھی اس طرح انہیں ذہنی یادداشتوں کی تائید و اثبات میں متعلقہ اسناد کے حصول و ترتیب میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔ ان کا دعویٰ ہے کہ "انھوں نے تاریخ پر سے گرد و غبار جھاڑا ہے گو واقعات کی چھان پھٹک میں راستہ ہموار نہیں تاہم اوراق گم گشتہ کی تلاش سے ایسے گوشے بے نقاب ہو چکے ہیں جن پر مصلحت کی چادر ڈال دی گئی تھی" کتاب میں تاریخ آزادی برصغیر کا وہ دور زیر بحث ہے جو اوائل ۱۹۳۹ء سے دسمبر ۱۹۴۰ء تک کے عرصے پر محیط ہے برصغیر کی تاریخ میں یہ دور خاصا اہم ہے اسی میں دوسری عالمی جنگ شروع ہوئی اور اسی دور میں مسلم لیگ نے قرارداد پاکستان منظور کی۔ اسی دور میں تحریک مدح صحابہ منظر عام پر آئی۔ کانگرسی وزارتیں مستعفی ہوئیں پیرپور رپورٹ شائع ہوئی۔ پنجاب کی عسکری تحریکوں بالخصوص خاکسار تحریک کو فیصلہ کن مراحل سے دوچار ہونا پڑا۔ لاہور میں ۱۹ مارچ کا خونیں سانحہ پیش آیا۔ جنرل اڈوائر قتل ہوا۔ شہید گنج کی اپیل خارج ہوئی وغیرہ تاریخ برصغیر کا دور گزشتہ نصف صدی کی تاریخ حریت کا اہم دور تھا اور حقیقت ہے کہ یہ تاریخ قلم بند کرکے جانباز مرزا نے اہم علمی خدمت انجام دی ہے ان کے زاویہ نگاہ سے اختلاف ممکن ہے لیکن بطور ایک سیاسی دستاویز کے اس کتاب کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔ کتابت و طباعت کا معیار بھی عمدہ ہے

روزنامہ "امروز" لاہور ۱۸ جنوری ۱۹۸۰ء

جلد نمبر ۵

جناب جانباز مرزا کی ذاتِ گرامی سیاسی اور ادبی حلقوں میں کسی تفصیلی تعارف کے محتاج نہیں وہ ان گنے چنے لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے آزادی کی جنگ میں طویل عرصے تک قربانیاں دی ہیں اور مشاہیر رہنماؤں کے دوش بدوش قید و بند کی صعوبتیں جھیلی ہیں بایں ہمہ آزادی کے بعد انھوں نے بہتی گنگا میں ہاتھ دھونے سے گریز کیا کہ یہ چیز ان کے خون ہی میں نہ تھی ورنہ وہ چاہتے تو ان کے لیے سب کچھ حاضر تھا۔ اس دور میں ان کا وجود غنیمت ہے سنِ کہولت کو پہنچنے اور قویٰ ضعیف ہونے کے باوجود مرزا صاحب بے کار بیٹھنے کے عادی نہیں ہیں بلکہ قلم و قرطاس کی جبین سجائے ہوئے ہیں۔ ان کے علم سے عہد آفریں

کتاب "کاروانِ احرار" نکل رہی ہے۔ اس تاریخی کتاب کی چار ضخیم جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور حال ہی میں پانچویں جلد منظرِ عام پر آئی ہے۔ یہ وہ اعلیٰ درجے کا کام ہے جو بڑے بڑے ادارے اور اکیڈیمیاں بھی الا ماشاءاللہ سرانجام دینے سے قاصر ہیں۔ "کاروانِ احرار" کا موضوع تاریخ آزادیٔ برصغیر ہے اور گزشتہ نصف صدی کی تاریخ حریت مجلس احرار، مسلم لیگ، کانگریس اور جمعیۃ علماء ہند کی جدوجہد آزادی کے پس منظر میں بیان کی گئی ہے۔ مرزا صاحب نے ہر جگہ مستند ماخذوں سے کام لیا ہے اور ایک بات بھی بغیر سند بیان نہیں فرمائی۔ یہ مؤرخانہ اور علمی دیانت خال خال ہی دیکھنے میں آتی ہے۔ "کاروانِ احرار" یقیناً اس قابل ہے کہ ملک کی تمام لائبریریوں میں اس کی جلدیں اہتمام سے رکھی جائیں تاکہ نئی نسل اُن اندوہناک و عبرت خیز واقعات سے آگاہ ہو سکے جو ہمارے راہنماؤں کو برصغیر میں درپیش رہے اور بالآخر ایک نئی اسلامی ریاست وجود میں آئی۔ روزنامہ "امروز" لاہور ۱۸ جنوری ۱۹۸۰ء

جلد نمبر ۶

حضرت جانباز مرزا کی معرکۃ الآرا تالیف "کاروانِ احرار" کی چھٹی جلد حال ہی میں منظرِ عام پر آئی ہے جناب جانباز مرزا کا نام نامی برصغیر کے سیاسی، علمی اور دینی حلقوں میں کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ وہ نہ صرف اعلیٰ درجے کے قادر الکلام شاعر ہیں بلکہ تحریر و انشا میں بھی ایک مخصوص اسلوب رکھتے ہیں۔ ان دو جہتوں کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب نے برصغیر کی گزشتہ ایک صدی کی تاریخ جس انداز میں مرتب و مدوّن فرمانی شروع کی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تاریخی حقائق اور افسانوں میں امتیاز کرنے اور افسانے دواہیے کو نقد و جرح کی چھلنی میں چھان کر حقیقت کو پیش کرنا بھی ان کا خاص کمال ہے۔ اس کمال کا واضح ثبوت کاروانِ احرار کی یہ چھ ضخیم جلدیں ہیں اور جیسا کہ اس تاریخی کتاب کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے۔ یہ انتہائی دلچسپ اور عبرت خیز داستان ابھی مزید کئی ضخیم جلدوں میں مرتب ہوگی۔ تاریخ کو دیکھنے اور پرکھنے کا فن قدرت کسی کسی کو عطا کرتی ہے اور یہ راہ اس قدر نازک ہے کہ بلاشبہ اسے پل صراط سے تعبیر کیا جا سکتا ہے کہ بال سے باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز۔ ذرا قدم ڈگمگایا اور چلنے والا کٹ کر تحت الثریٰ میں جا گرا۔ مؤرخ کا بڑا فرض یہ ہے کہ

جذبات سے ہٹ کر تاریخ کا مطالعہ کرے اور اسے اسی آئینے میں دیکھے۔ ذاتی جذبات و احساسات کی آمیزش سے یہ آئینہ دھندلا جاتا ہے اور تاریخ نہ صرف دلکشی کھو دیتی ہے بلکہ خود اس کا وجود بھی مشتبہ ہو جاتا ہے۔ جانباز مرزا صاحب نے برّصغیر کی سیاسی و عمرانی تاریخ کا ایک بڑا دور خود دیکھا اور اس میں سے گزرے ہیں اور ان کا یہ ارشاد کسی مبالغے سے پاک ہے کہ "اپنے موقف میں تاریخ بڑی ظالم اور قہار واقع ہوتی ہے۔ یہ اپنا آئینہ اس قدر شفاف رکھتی ہے کہ شخصی کردار سے سلطنت کے عیب و ثواب تک واضح دکھائی دیتے ہیں، کھنڈر ہوں کہ بے آباد بستیاں ملبے نور آنکھیں بھی ان کے رستے ٹٹول سکتی ہیں بشرطیکہ مورخ کا قلم ڈگمگانہ گیا ہو۔ اگر اس میں جھول آچکی ہو تو سارا راستہ تاریک ہو کے رہ جاتا ہے اور ہر موڑ پر ٹھوکریں لگتی ہیں۔ پاکستان کے وجود میں آنے ہی قلم کاروں نے تاریخ کو جس قدر فریب دیئے اور اس آئینے پر سیاہی ملنے کی جن کوششوں کو جاری رکھا ان سے تاریخ کے طالب علم اور مستقبل کے مورخ تک کے راستے تاریک ہو چکے ہیں۔ کاروانِ احرار کی اشاعت سے انہی دھندلکوں کو صاف کرنا مقصود ہے تاکہ گندم اور بھوسہ الگ الگ ہو جائیں۔"

"کاروانِ احرار" کی چھٹی جلد ۱۹۴۴ء سے شروع ہوتی ہے اور ۱۹۴۵ء کے اختتام تک کے اُن سیاسی واقعات و حوادث کا بخوبی احاطہ کرتی ہے جو اس ایک برس کے دوران میں برّصغیر کے اندر رونما ہوئے۔ گویا مجموعی طور پر مجلس احرارِ اسلام، مسلم لیگ، کانگریس اور جمعیتہ علمائے ہند کی تاریخ ہے اور جدوجہد آزادی کے پس منظر میں رقم کی جا رہی ہے۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ وطنِ عزیز کی تمام یونیورسٹیوں کے نصاب میں داخل ہو تاکہ نئی نسل اندازہ کر سکے کہ آزادی کی راہ کتنی کٹھن ہوتی ہے اور قدرت کتنے کڑے امتحان و آزمائش سے افراد و قوم کو گزار کر آزادی کی دولت عطا کرتی ہے۔ جناب جانباز مرزا یقیناً اس عظیم تالیف کے لیے پوری قوم کی طرف سے تبریک و تحسین کے سزاوار گردانے جائیں گے اور مستقبل کا مورخ ان کی کتاب کو نظر انداز کیے بغیر آگے نہیں بڑھ سکے گا۔

روزنامہ "امروز" لاہور ۱۶ اگست ۱۹۸۲ء

ھفت روزہ چٹان لاہور

جلد نمبر ۴

جانباز مرزا بطور شاعر، ادیب، صحافی اور سیاسی کارکن کے ایک جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ انھوں نے تحریک آزادی میں سرگرم حصہ لیا۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ اس وقت آپ تصنیف و تالیف اور علمی و ادبی و صحافتی سرگرمیوں میں اتنے ہی سرگرم ہیں جتنے حصولِ آزادی سے قبل کی تحریکوں میں تھے۔ عمر کی اس منزل میں ان کی مستعدی پھرتی چوکسی اور محنت دیکھ کر دل سے یہی دعا نکلتی ہے کہ اسی طرح کام کرتے رہیں۔ یہاں ان کی خدمات یا سرگرمیوں کا ذکر مطلوب نہیں ہے بلکہ ان کی اس تالیف کا جائزہ لینا مقصود ہے جو وہ کاروانِ احرار کے نام سے مرتب کر رہے ہیں اس کی چار جلدیں چھپ کر منظر عام پر آچکی ہیں۔ ہر جلد ساڑھے چار سو یا اس سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ مجلد ہے۔ سفید دبیز کاغذ پر آفسٹ طریق سے چھپی ہے اور بہت سی متعلقہ تصویروں سے مزین ہے۔

تاریخ نویسی ایک مشکل فن ہے بحیثیت ایک مضمون یا موضوع کے بھی تاریخ کا شمار مشکل مضامین میں ہوتا ہے۔ جانباز مرزا صاحب نے کاروانِ احرار کی تالیف کے سلسلے میں جو انداز اختیار کیا ہے وہ منفرد ہے انھوں نے برصغیر پاک و ہند کی آزادی کی تاریخ تمام جزئیات سمیت قلم بند کی ہے اگر ان کے اس سلسلے کو ایک دریا سے تشبیہ دی جائے تو "احرار" اس کا اصل دھارا ہے لیکن اس کے ساتھ دوسرے بیسیوں بلکہ سینکڑوں دھارے بھی موجود ہیں مؤلف نے ہر اہم واقعہ اور ہر قابل ذکر معاملہ کا ذکر کیا ہے اس کے بارے میں اخبارات میں جو کچھ چھپا، مختلف شخصیات نے جو کچھ کیا وہ سب کچھ درج کر دیا ہے۔ بظاہر اقتباسات اور حوالوں کی بھرمار کھٹکتی ہے لیکن یکسوئی سے مطالعہ کرنے والا جلد ہی یہ محسوس کرنے لگتا ہے جیسے وہ خود بھی تاریخ کا سفر طے کر رہا ہے۔ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے اور کانوں سے سُن رہا ہے مؤلف چونکہ ایک ادیب اور شاعر بھی ہے اس لیے وہ حسب ضرورت غضب کی منظر کشی کرتے ہیں اور حسبِ توقع ایسے اشعار استعمال کرتے ہیں کہ قاری واہ واہ کر اٹھتا ہے۔ ہفت روزہ چٹان" لاہور ۱۸ فروری ۱۹۸۰ء

جلد نمبر ۵

جانباز مرزا نے "کاروانِ احرار" کی صورت میں تاریخ آزادی برصغیر رقم کرنے کا جو سلسلہ شروع کیا ہے اس کا چرچا اتنا عام ہو چکا ہے کہ اس کے تعارف کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ اس سے پہلے

کاروان احرار کی چار جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں زیر نظر جلد پنجم ۱۹۴۱ء تا ۱۹۴۳ء کے احوال و کوائف پر محیط ہے تاریخ اسی صورت میں سبق آموز ثابت ہوتی ہے کہ اس کا مطالعہ کوئی مخصوص عینک لگاکر نہ کیا جائے اور نہ ہی اسے مسخ کیا جائے تحریک آزادی کی صحیح اور مستند تاریخ لکھنے کے دعوے تو بہت ہوتے رہے لیکن اس دشت کی سیاحی کی توفیق کم لوگوں کو ہوئی ۱۹۴۷ء تک کی تاریخ پر جو کتابیں لکھی گئیں ان میں سے بیشتر میں سفید سیاہ اور سیاہ سفید نظر آتا ہے۔ کاسہ لیسوں، ٹوڈیوں اور انگریزوں کے جدی پشتی وفاداروں کو تحریک آزادی کے مجاہد بنا کر پیش کیا گیا اور حریت پسندوں کو پاکستان دشمن ظاہر کیا گیا۔

جانباز مرزا نے تاریخ کو صحیح روپ میں پیش کرنے کا بیڑا اپنی عمر کے اس مرحلے میں اٹھایا ہے جب انہیں آرام کی ضرورت ہے ان کی بے سروسامانی اس پر مستزاد ہے لیکن وہ مستعدی جذبہ کے ساتھ کام کر رہے ہیں اور اس جذبہ نے تمام مشکلات راہ ان کے لیے آسان بنا دی ہیں۔

جانباز مرزا صاحب اپنے کام کا بیشتر حصہ مکمل کر چکے ہیں۔ پانچ جلدیں چھپ چکی ہیں اور اب وہ غالباً چھٹی جلد مرتب کر رہے ہیں۔ تن تنہا اتنے بڑے کام کی تکمیل انہی کا حوصلہ ہے۔ جانباز مرزا نے تاریخ نویسی کا منفرد اور دلنشین انداز اختیار کیا ہے وہ تمام حالات اور واقعات مستند حوالوں کے ساتھ مگر انتہائی موثر پیرایہ میں بیان کرتے ہیں۔ اس طرح یہ امر از خود واضح ہو جاتا ہے کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا ہے فاضل مصنف نے قارئین پر کوئی نتیجہ ٹھونسنے کی بجائے حالات و واقعات ان کے سامنے رکھ دیئے ہیں اور یہ بات ان پر چھوڑ دی ہے کہ وہ از خود نتیجہ اخذ کریں جانباز مرزا صاحب لائق مبارکباد ہیں کہ وہ ایک اہم قومی ضرورت کی تکمیل کے لیے تن تنہا جدوجہد کر رہے ہیں۔

یوں تو اس کتاب کا مطالعہ ہر خواندہ پاکستانی کو کرنا چاہیئے تاکہ ان کو ایسے افراد اور خانوادوں کا ماضی معلوم ہو سکے جن کے ساتھ ان کا واسطہ پڑتا ہے اور جن میں سے بہت سے مرغان بادنما ہیں۔ کتابت و طباعت کے معیار اور کتاب کی مجموعی خوب صورتی کے پیش نظر قیمت مناسب بلکہ کم ہے۔

ہفت روزہ "چٹان" لاہور ۲۷ اپریل ۱۹۸۱ء

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد نمبر ۲

جانباز مرزا صاحب نے برصغیر کی گذشتہ نصف صدی کی تاریخ حریت لکھنے کا بیڑا اٹھایا ہے اور کانگریس مجلس احرار اسلام، جمعیۃ علماء ہند اور مسلم لیگ کی جدوجہد کے پس منظر میں حالات کا بے لاگ تجزیہ بھی کیا ہے اور واقعات کی سچی تصویر بھی پیش کی ہے۔

یہ جلد دسمبر ۱۹۳۶ء تک کے حالات و واقعات پر مشتمل ہے اور اس میں تحریک مدح صحابہؓ لکھنؤ، لیگ جمعیۃ معاہدہ، تحریک مسجد شہید گنج، مسئلہ قومیت پر حضرت مدنیؒ و اقبالؒ کی بحث، آرمی بل اور مولانا سندھی کی واپسی سمیت متعدد عنوانات پر سیر حاصل تذکرہ کیا گیا ہے۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور، یکم ستمبر ۱۹۷۸ء

برصغیر کی چار بڑی جماعتوں کانگریس، جمعیۃ علماء ہند، مجلس احرار اسلام اور مسلم لیگ نے آزادی کے ضمن میں جو جدوجہد کی اس پس منظر میں یہ داستان ممکن ہے بعض نازک طبائع پر گراں گزرے گی لیکن تاریخ تاریخ ہے اس میں سچائی اور دیانت کا لحاظ ہوگا تو ایسی بات لابدی ہے۔ بہر حال ہم جانباز صاحب کے لیے دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت و عافیت سے رکھے اور یہ کام جلد سے جلد تکمیل پذیر ہو جائے۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور، یکم فروری ۱۹۸۰ء

جلد نمبر ۵

"کاروان احرار" کے نام سے بظاہر یہ مترشح ہوتا ہے کہ مجلس احرار اسلام کی سرگرمیوں اور اس

کی محنت وسعی کا تذکرہ اس میں ہوگا لیکن ایسا نہیں بلکہ بقول مصنف یہ گزشتہ نصف صدی کی تاریخ حریت ہے جو مجلس احرار اسلام، مسلم لیگ، کانگریس اور جمعیۃ العلماء ہند کی جدوجہد آزادی کے پس منظر میں لکھی گئی ہے۔ مصنف نے ان گنت لائبریریوں کی خاک چھانی۔ متعدد افراد سے ملے اور ان سے مواد حاصل کیا اور پھر کمال دیانت کے ساتھ جس جماعت کی حد تک جتنی بات تھی کہہ ڈالی۔ حوالہ کے اعتبار سے بڑی شاندار کتاب ہے اور ایک قاری ایک ہی نظر میں ایک ہی مسئلہ پر مختلف جماعتوں کے اعمال وکردار کا جائزہ لے سکتا ہے۔ مصنف جوش دار کام کر رہے ہیں انھوں نے اس جلد میں ۱۹۴۱ء، ۱۹۴۲ء، ۱۹۴۳ء کے واقعات قلمبند کیے ہیں۔ یہ سال برعظیم کی تاریخ میں بڑے ہی ہنگامہ خیز تھے دوسری جنگ عظیم کی آگ پوری دُنیا کو اپنی لپیٹ میں لے چکی تھی غریب ہندوستانی اپنی مرضی کے خلاف اس آگ میں جھونکے جا رہے تھے۔ آج کے قدآوندان ..... بڑی خوشی اور مُسرّت سے انگریز کی ہاں میں ہاں ملا کر اس کی فوجی بھرتی میں اس کا ہاتھ بٹا رہے تھے جبکہ مجلس احرار سمیت دوسری حریت پسند جماعتیں اس طرز عمل کے خلاف مجسم احتجاج بن کر وطن عزیز کی غلامی کے بندھن توڑنے میں مصروف تھیں ـــــ یہ جدوجہد ۱۹۴۷ء میں رنگ لائی۔ بندھن ٹوٹے اور اس طرح کہ انگریز یہاں سے نو دو گیارہ ہوگیا۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور، ۲۴ر اپریل ۱۹۸۱ء

ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور

جلد نمبر ۶

جانباز مرزا صاحب کی معروف کتاب کا چھٹا حصہ ہمارے سامنے ہے۔ کتاب صرف مجلس احرار کی سرگرمیوں پر مشتمل نہیں بلکہ ایک وسیع الظرف انسان کے طور پر نہ صرف اپنی حلیف جماعتوں کانگریس اور جمعیۃ علماء کا بھرپور ذکر ہے بلکہ اپنی حریف مسلم لیگ کا بھی برابر کی سطح پر ذکر ہے۔ گویا ان

چار اہم ترین سیاسی جماعتوں کے حوالہ سے گزشتہ نصف صدی کی تاریخ پر قلم اٹھایا گیا ہے۔ ترتیب سن وار ہے اور اس جلد میں ۴۵ - ۱۹۴۴ء کے واقعات قلمبند کیے گئے ہیں۔ یہ سال واقفانِ حال جانتے ہیں۔ برصغیر کی تاریخ میں کتنے اہم تھے مرزا صاحب نے بڑی دیانت داری سے تاریخی حقائق سپردِ قلم کیے ہیں اور بقول ان کے "کاروان احرار کا مطالعہ فقط تاریخ کے بلیس پر کریں"، کہ اس کے بغیر انصاف کے حصول میں دقت ہو گی۔ ہمارے خیال میں مرزا صاحب اس قوم اور بطور خاص نوجوان نسل کے محسن ہیں۔ وہ نوجوان نسل جو اپنے رہنماؤں سے اپنی منزل کا راستہ اور ماضی سے متعلق اب تک کچھ جان نہیں سکی اور جسے ہنوز کھلونوں سے بہلانے کی کوشش ہو رہی ہے

اس کتاب کا مطالعہ تاریخ کے طالب علموں کے لیے از حد مفید ہو گا اور وہ یادِ ماضی سے بخوبی واقف ہو سکیں گے۔

ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور ۲۵ جون ۱۹۸۳ء

ماہنامہ تبصرہ لاہور

جلد نمبر ۲

کاروانِ احرار جلد دوم میں فرنگی کی سیاسی پیدائش، یونینسٹ پارٹی کی چپقلش اور قادیانی جماعت کے مذہبی لبادہ کو تار تار کرنے کے عمل کو مصنف نے جس انداز دربیرائے میں بیان کیا ہے وہ انہی کا حصہ ہے۔ سیاسی سٹیج پر یونینسٹ پارٹی اور مذہبی سٹیج پر قادیانی جماعت مجلس احرار کی بڑھتی ہوئی مقبولیت سے اس قدر خوف زدہ اور ہراساں تھیں کہ ایک خوفناک سازش کے ذریعہ مسجد شہید گنج کا مسئلہ کھڑا کر دیا گیا جو اندرونِ خانہ انہوں ہی کی سازش کا نتیجہ تھا جس کو مصنف نے کتاب مذکور کے صفحات ۲۱ تا ۲۴۰ میں نہایت کھول کر بیان کر دیا ہوا ہے۔ بغرضیکہ کاروان احرار اپنا ایک پس منظر رکھتی ہے جو آنے والی نسلوں کے لیے سیاسی میدان میں مشعل راہ کا کام دے گی۔

ماہنامہ تبصرہ لاہور — سید عبدالغنی برقی فیصل آباد

روزنامہ وفاق لاہور

عموماً دیکھنے اور پڑھنے میں یہ آیا ہے کہ سوائے معدودے چند کے کسی مؤرخ نے بھی اپنے متعلق اپنی تصنیف یا تالیف میں یہ بیان کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی کہ وہ ماضی میں کیا تھا اور اب وہ کیا ہے۔ ہر مؤرخ اپنے متعلق "پدرم سلطان بود" ہی بتلاتا چلا آیا ہے مگر جانباز مرزا صاحب نے اپنی سوانح اور اپنے ابتدائی خاندانی حالات کے متعلق جس صاف گوئی اور حقیقت نگاری سے کام لیا ہے وہ ان ہی کا حصہ ہے اور جس رنگ میں اسے پیش کیا ہے وہ قاری کو متاثر کیے بغیر نہیں رہ سکتا جانباز صاحب کی راست گوئی اور حقیقت نگاری نصیحت اور سبق کا واضح و کھلا مرقع ہے کہ انھوں نے کسی قسم کی لگی لپٹی یا تصنع سے کام نہیں لیا اور وہ سب کچھ بیان کردیا ہے کہ آزادی کے پروانوں اور مقصد کے شیدائیوں کو کن کن مرحلوں سے گذرنا اور کن کن مشکلات و مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور جماعت کے لیڈر یا سیاست دان وقت پڑنے پر اپنے ادنیٰ کارکنوں کو مشکلات و مصائب میں پھنسا کر کس طرح ان سے آنکھیں پھیر لیتے ہیں لیکن جن کارکنوں کو کسی مقصد سے لگن ہوتی ہے وہ اس کے حصول میں یہ نہیں دیکھتے کہ ان سے کس قسم کا نامناسب سلوک روا رکھا جارہا ہے وہ اپنے کام سے کام اور مقصد سے لگن رکھتے ہوئے منزلِ مقصود کی طرف گامزن رہتے ہیں۔ جانباز مرزا صاحب اپنی سوانح میں جو غربت، افلاس و تنگ دستی کا ناقابلِ برداشت سانحہ ہے۔

روزنامہ وفاق لاہور، ۲۸ اکتوبر ۷۷ء

تبصرہ نگار: روزنامہ زمیندار لاہور کے معروف نامہ نگار۔ سید یعقوب حسن

۱۹۲۷ء تا ۱۹۴۵ء

تاریخ کے معروف عنوانات

- نہرو رپورٹ
- قائد اعظم کے چودہ نکات
- پہلی گول میز کانفرنس
- کانگریس کی تحریک نمک ستیہ گرہ
- کشمیر کی انگریز اور مرزائیت کو ضرورت کیوں؟
- کشمیر کمیٹی سے علامہ اقبالؒ کا استعفیٰ
- تحریک کشمیر اور اس کا پس منظر
- ۱۴ اگست ۱۹۳۲ء وزیر اعظم برطانیہ کا اعلان
- قائد اعظم کی لندن سے واپسی
- ایکٹ ۱۹۳۵ء کا نفاذ
- قادیان میں احرار کانفرنس
- مسجد شہید گنج کا انہدام اور مجلس احرار کا اس تحریک میں عدم شمولیت کا جواز
- ۱۹۳۷ء کے انتخابات
- کانگریس کی وزارتیں اور مسلم اکثریت کے صوبے
- معاہدہ وارسا کو خطرہ
- دوسری جنگ عظیم کی تیاریاں
- انگریز کی جنگ سے پہلو تہی
- دوسری جنگ عظیم کا آغاز
- فوجی بھرتی کے خلاف مجلس احرار کی تحریک
- کانگریس اور مسلم لیگ کا عدم تعاون
- سبھاش چندر بوس اور گاندھی کے مابین تصادم
- سبھاش چندر بوس کا ہندوستان سے فرار
- آزاد ہند فوج کا قیام
- سکھوں کا اعلان
- غازی عبدالقیوم کو سزائے موت
- ہٹلر پر قاتلانہ حملہ
- انڈیا بل پر بحث
- روس اور برطانیہ میں اتحاد
- سید عطاء اللہ شاہ بخاری (امیر شریعتؒ) کو سزا
- کرنل لارنس اور عرب مصر کی جنگ
- شریف مکہ کا مطالبہ
- برطانیہ کا جواب
- مرزائی اور تحریک مسجد شہید گنج
- پنجاب میں مسلمانوں کو تلوار رکھنے کی اجازت

- امریکہ اور انگریز کمپنیوں کے ٹھیکے
- احرار کی قادیان میں سول نافرمانی
- انجمن حمایت اسلام سے ڈاکٹر اقبال کا استعفیٰ!
- قائداعظم اور احرار رہنماؤں میں ملاقات
- مہاتما گاندھی کا لڑکا مسلمان ہو گیا
- سر سکندر حیات اور فضل حسین کے درمیان کشمکش
- احرار کی پارلیمنٹ بورڈ سے علیحدگی
- پلول کے ڈاکٹر کا قتل
- پنجاب کی تقسیم
- برطانیہ کے شاہی خاندان میں انقلاب
- تیسری پارٹی بھی ہے۔
- مرزائی اور سکندر حیات
- مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی صدائے بازگشت
- ہٹلر کا اعلان
- کانگریس کے رویے پر صدر مجلس احرار کا اظہار افسوس
- مسلم ماس کنٹکٹ
- تقسیم فلسطین کا فیصلہ
- جمعیۃ علماء ہند کی مسلم لیگ کی علیحدگی
- قائداعظم کا بیان
- اسیرانِ کاکوری کیس کی رہائی
- چٹاگانگ سازش کیس
- میرٹھ سازش کیس
- احمد گڑھ ڈکیتی کیس
- سکھوں کا انوکھا مطالبہ
- ہٹلر کی پریس کانفرنس
- قادیانیوں کی کانگریس کو مبارکباد
- سکندر جناح پکٹ
- احرار اور مسلم لیگ میں اتحاد
- قائداعظم بنام مہاتما گاندھی
- حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کا فتویٰ
- مولانا عبیداللہ سندھی کا اعلان
- قائداعظم بنام جواہر لعل
- آزاد جناح ملاقات
- حضرت مدنیؒ اور علامہ اقبالؒ کے مابین چپقلش
- علامہ طالوت
- گوردواروں پر بندھک کمیٹی کا اعلان
- پنجاب میں نئی مسلم لیگ کا قیام
- گاندھی بنام جناح
- تمثیل بخاری کا حشر
- جناح گاندھی خط و کتابت
- آرمی بل سنٹرل اسمبلی میں
- آرمی بل اور احرار
- مولانا شوکت علی کی پنشن کی بحالی

- راج گوپال اچاریہ فارمولا
- پیر پگارہ کو پھانسی
- پیر صبغت اللہ راشدی
- بغاوت کا مقدمہ
- راج گوپال اور محفلِ میلاد
- سکھ اور مسلم لیگ
- وزیر اعظم سندھ اللہ بخش سومرو کا قتل
- خاکسار اور مسلم لیگ کشمکش
- قائد اعظم پر قاتلانہ حملہ
- آزاد ہند فوج اور میدانِ کارزار
- قحط بنگال کے آثار
- احرار اور حکومت الٰہیہ
- قضیۂ کالا باغ اور ہجرت
- قحطِ بنگال اور مسلم لیگ
- ہندوستان پر حملہ
- سکندر جناح پکٹ کا خاتمہ
- لیاقت ڈیسائی گفتگو
- کمیونسٹ پارٹی اور مجلس احرار
- دوسری جنگ عظیم کا نیا رُخ
- نواب بہادر یار جنگ کا انتقال
- راجہ فارمولا، احرار اور فضل الحق
- ہٹلر کے خلاف سازش اور جنرل رومیل کی خودکشی
- گاندھی، جناح، وائسرائے خط وکتابت
- گاندھی جناح ملاقات اور احرار
- مولانا عبید اللہ سندھی کا انتقال
- آزاد ہند فوج کی پسپائی
- ہٹلر کا آخری حملہ
- مرزائی بول پڑے
- ڈیسائی لیاقت معاہدہ
- قحط بنگال کی تحقیقاتی رپورٹ
- مالٹا کانفرنس
- برلن کی تقسیم
- برلن پر قبضہ اور ہٹلر کی خودکشی
- دوسری جنگ عظیم کا خاتمہ
- ہیروشیما پر ایٹم بم
- ناگاساکی پر اٹیمی حملہ
- سویت روس پر حملہ
- جاپان کے اپنی شکست پر دستخط
- مسلم لیگ اور مرزائیت
- قلم اور زبان کی جنگ
- دو تاریخی مقدمات
- دہلی کا لال قلعہ
- مولانا آزاد کا ایک خط
- سندھ مسلم لیگ کی بغاوت
- علمائے تھانہ بھون کی تردید

ایک اشتہار
مولانا گلشیر کی شہادت
گاندھی جناح ملاقات اور احرار
شملہ کانفرنس

انگریز کا نیا فریب
جرمن مجرم کے آخری الفاظ
نیشنلسٹ مسلمانوں کی قرارداد
اور دیگر عنوانات